© rasailojaraid.com

غزل

جناب شارؔق ایم اے

اُنھیں کو راس شارؔق غم کے ویرانے نہیں آئے
وفا کی راہ میں جو ٹھوکریں کھانے نہیں آئے

رہِ مہر و وفا کا ذرہ ذرہ جیسے کہتا ہو
نہ جانے کب سے اس منزل میں دیوانے نہیں آئے

رہی محرومیٔ ذوقِ یقیں تک کفر سامانی
پھر اس کے بعد رستے میں صنم خانے نہیں آئے

کہیں دار و رسن کی داستاں پھر تازہ ہو جائے
بہت مُدّت سے لب پر حق کے افسانے نہیں آئے

محبت کا فسانہ سُننے والو! اتنا کہتے ہیں
کہ ہم سود و زیاں کے راز سمجھانے نہیں آئے

وہیں تک ظلمتِ بے کیف کی ہے کارفرمائی
جہاں تک آپ کی محفل میں پروانے نہیں آئے

نہ آیا رنگ پر بادہ نہ چھلکے ساغر و مینا
سرِ میخانہ جب تک تیرے متوالے نہیں آئے

انھیں سے قدر ہے کچھ تیرے میخانے کی اے ساقی!
کہ جن کے ہاتھ میں مُدّت سے پیمانے نہیں آئے

بس اتنا یاد ہے اک آہ کی تھی دیکھ کر اُن کو
پھر اس کے بعد میرے لب پہ افسانے نہیں آئے

رہی چشمِ عنایت ہر طرف ساقی کی محفل میں
مگر میری طرف لبریز پیمانے نہیں آئے

گدائے عشق ہیں، رکھتے ہیں دل میں شانِ استغنا
کسی کے سامنے ہم ہاتھ پھیلانے نہیں آئے

یہ مانا بے حقیقت ہے جہانِ رنگ و بو شارؔق
مگر ہم بھی فریبِ آرزو کھانے نہیں آئے

غزل

جناب سعادت نظیؔر

بتا! اے ہمّتِ دل! گردشِ پیہم پہ کیا گذری
تری تابانیوں سے ظلمتِ عالم پہ کیا گذری

نشیمن کی نہ چھوڑی خاک بھی برقِ حوادث نے
یہ نظارہ جو دیکھا، کیا بتائیں؟ ہم پہ کیا گذری

نہ پایا فرق اسیری اور آزادی میں جب کوئی
کہوں کیا؟ اُس گھڑی اپنے دلِ پُرغم پہ کیا گذری

عزیزِ مصر کیا جانے؟ یہ پوچھو پیرِ کنعاں سے
کہ فرقت میں پسر کی دیدۂ پُرنم پہ کیا گذری

وفا کی راہ میں شاہی کو بھی ٹھکرا دیا اُس نے
اسیرِ حرص کیا سمجھے؟ بنِ ادہم پہ کیا گذری

اسے محسوس کر سکتا بھلا کیا ذوقِ ابلیسی؟
کہ جنّت سے نکلنے میں دلِ آدم پہ کیا گذری

سبک سارانِ ساحل! اے نظیؔر خستہ! کیا جانیں
کہ طوفانِ بلا میں ڈوبتوں کے دم پہ کیا گذری

© rasailojaraid.com